

## 12683-نماز میں حرکت کرنا

### سوال

چچھ لوگ نماز کے دوران اپنے کپڑوں سے کھلیتے رہتے ہیں، کچھ ناخن صاف کرنے لگتے ہیں، یا بار بار گھڑی کو دیکھتے ہیں یا اسی طرح کی کوئی اور حرکت کرتے ہیں، یہ عمل عمومی طور پر اس وقت ہوتا ہے جب امام قراءت کر رہا ہو، یہ ساتھ کھڑے نمازی کے لیے بہت زیادہ پریشانی کا باعث بنتا ہے اور نمازی کے لیے نماز کی طرف مکمل توجہ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو نماز میں ایسی حرکت کرنے کا کیا حکم ہے؟

### پسندیدہ جواب

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ نماز میں حرکت کے متعلق بنیادی حکم یہی ہے کہ یہ عمل مکروہ ہے، البتہ بقدر ضرورت جائز ہے، تو اس طرح نماز میں حرکت کی پانچ قسمیں پہنچتی ہیں:

پہلی قسم: واجب حرکت

دوسری قسم: حرام حرکت

تیسرا قسم: مکروہ حرکت

چوتھی قسم: مسح حرکت

پانچویں قسم: مباح حرکت

واجب حرکت: ایسی حرکت ہے جس سے نماز صحیح ہو، مثلاً: سر پر لیے ہوئے رومال میں نجاست نظر آئے تو اس پر لازم ہے کہ اسے زائل کرنے کے لیے حرکت کرے اور اپنے سر سے رومال ایجاد کے، اس کی دلیل یہ ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ السلام نے آکر نبھر دی کہ آپ کی جو یوں میں نجاست لگی ہوئی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز کو جاری رکھتے ہوئے اپنے دونوں جوستے ایجاد کئے۔ اس واقعہ کو ابو داود: (650) نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے ارواء الغلیل (284) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح اگر کسی نمازی کو کوئی شخص بتلاتے کہ اس کا رخ قبلہ کی سمت نہیں ہے تو پھر حرکت کر کے نمازی کا قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔

حرام حرکت: وہ حرکت ہے جو بلا ضرورت اور تسلسل کے ساتھ ہو، کیونکہ ایسی حرکت سے نماز باطل ہو تو وہ کام کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کی آیات کو بھی مزاح بنانے کے مترادف ہے۔

مسح حرکت: ایسی حرکت ہے جو نماز میں کسی مسح فعل کے لیے کی جائے، مثلاً: صفت مکمل یا سیدھی کرنے کے لیے حرکت کرنا، یا اگلی صفت میں جگہ بن کری تو نمازی دوران نماز پچھلی صفت سے اگلی صفت میں چلا جائے، یا اپنی ہی صفت میں جگہ بنی تو اس خلا کو پر کرنے کے لیے امام کی جانب حرکت کرے، یا اسی طرح کی اور حرکتیں بھی ہیں جن سے نماز میں کوئی

مسجد عمل کیا جاستا ہے: اس حرکت کے مسح بونے کی دلیل یہ ہے کہ ایسے اعمال نماز کے کامل ہونے میں معاون ہوتے ہیں، یہ وجہ ہے کہ جس وقت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے سر سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گزارتے ہوئے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ یہ بات صحیح بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔

مباح حرکت: ایسی معمولی حرکت ہے جو کسی حاجت کی وجہ سے ہویا، یا زیادہ حرکت ہو تو کسی نہایت مجبوری کی وجہ سے ہو۔ معمولی حرکت کی مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی سیدہ المامہ بنت زینب رضی اللہ عنہما کو اٹھا کر نماز پڑھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچی کے ناتھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو نواسی کو اٹھا لیتے تھے اور جب سجدہ کرتے تو زمین پر بٹھا دیتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری: (5996) اور مسلم: (543) نے روایت کیا ہے۔

جبکہ زیادہ حرکت کے لیے مثال: دوران جگ نماز ادا کرنے کی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: **﴿خَافُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَقُوْمُ الَّلَّهِ قَاتِلُونَ \* قَاتَلُوكُمْ فِرَّالاَوْرَبَابَا نَفَادَا اَمْمُوكُمْ فَوَّا لَلَّهُمَّ اَلْهِمْنَمْ هَلَمْ تَحْكُمُ وَأَنْتَ تَقْدِيرُونَ﴾**

ترجمہ: نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی خصوصی طور پر، اور اللہ تعالیٰ کے لیے فرمانبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ پس اگر تمیں خوف لاحق ہو تو پیدل چلتے ہوئے یا سوار ہو کر نماز ادا کرو، پس جب تم حالت امن میں ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا ایسے بھی ذکر کرو جیسے اس نے تمیں سکھایا ہے جو کہ تم نہیں جانتے تھے۔ [البقرۃ: 239-238] تو اس آیت کی روشنی میں اگر کوئی شخص پیدل چلتے ہوئے نماز ادا کرتا ہے تو یہ عمل کثیر ہے، لیکن چونکہ یہ انتہائی ضرورت کی وجہ سے تھا اس لیے جائز ہو گا اور اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔

مکروہ حرکت: ایسی حرکت ہے جو مذکورہ تمام اقسام سے ہٹ کر ہو، بنیادی طور پر نماز میں حرکت کا حکم یہی ہے۔ چنانچہ نماز میں حرکت کرنے والے لوگوں سے ہم کمیں گے کہ تم نماز میں مکروہ عمل کرتے ہو، جس سے تمہاری نماز کا اجر کم ہوتا ہے، یہ چیز عمومی طور پر دیکھی گئی ہے کہ لوگ اپنی لہڑی، قلم، سر کے رومال، یا ناک، یا ڈارڑی وغیرہ سے دوران نماز کھیل رہے ہوتے ہیں، تو حرکت کی یہ سب اقسام مکروہ ہیں، الا کہ یہ حرکت بہت زیادہ اور تسلسل کے ساتھ ہو تو پھر حرام ہو گی اور اس سے نماز بھی باطل ہو جائے گی۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ: نماز کو باطل کر دینے والی حرکت کی کوئی تعداد مخصوص نہیں ہے۔ البتہ نماز کو باطل کر دینے والی حرکت وہ ہے جو نماز کے منافی ہو، مثلاً: حرکت کو دیکھنے والا شخص یہ سمجھے کہ یہ بندہ نمازوں پڑھ رہا، تو ایسی حرکت سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اسی لیے اہل علم نے نماز کو باطل قرار دینے والی حرکت کے لیے عرف کو معیار بنایا ہے، چنانچہ اہل علم کا کہنا ہے کہ: "اگر حرکت کثرت کے ساتھ ہو اور مسلسل ہو تو اس سے نماز باطل ہو جائے گی۔" یعنی اہل علم نے حرکت کی تعداد ذکر نہیں کی۔ جبکہ کچھ اہل علم نے حرکت کی تعداد تین ذکر کی ہے، لیکن اس تعداد کے لیے دلیل چاہیے: اس لیے نماز کو باطل کرنے والی حرکت کے لیے مخصوص تعداد یا کیفیت متعین کرنے والے پر دلیل بیان کرنا لازم ہے، بلاد لیل تعداد یا کیفیت کو متعین کرنا اللہ کی شریعت میں من مانی ہوگی۔

مجموع فتاویٰ: (309/309-13)

اسی طرح شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نمازوں میں بہت زیادہ حرکت کرتا تھا کہ کیا اس کی نماز باطل ہو جائے گی؟ اور یہ بھی بتائیں کہ اس سے بچنے کا طریقہ کار کیا ہے؟

تو شیخ مکرم رحمہ اللہ نے کہا:

"مومن کے لیے نماز کا طریقہ ہے کہ نماز نفل ہو یا فرض اپنی نماز پر مکمل توجہ کرے، قلب و جان کے ذریعے خشوع اپنائے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: **﴿رَقَاعُ الْمُؤْمِنُونَ \* الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاةٍ غَاشُونَ﴾**۔ ترجمہ: یقیناً مومن فلاح پا گئے ہی وہی لوگ ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع اپناتے ہیں۔ [ال المؤمنون: 1-2]

چنانچہ مومن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ نماز بھر پورا اطمینان سے ادا کرے، اطمینان سے نماز ادا کرنا نماز کا اہم ترین رکن اور فریضہ ہے: کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرتے ہوئے غلطی کرنے والے کو کہا تھا: (واپس جاؤ اور نماز پڑھو، کیونکہ تو نے نماز پڑھی جی نہیں!) اس شخص نے عدم اطمینان کی غلطی تین بار کی تھی، آخر اس شخص نے کہا: اللہ

کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حنف کے ساتھ مبouth فرمایا ہے میں اس سے اچھی نماز ادا نہیں کر سکتا، آپ مجھے نماز سکھا دیجیے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: (جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو اچھی طرح و ضوکرو، پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر تحریمہ کو، اور قرآن کا جو حصہ میرے ہے اسے پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ تم رکوع کرتے ہوئے اطمینان کرو، پھر اپنا سر اٹھاؤ یہاں تک کہ تم سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تم سجدہ کرتے ہوئے اطمینان کرو، پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ یہاں تک کہ تم سیدھے پڑھ جاؤ اور پڑھ کر اطمینان کرو، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تم سجدے میں اطمینان کرو، پھر سجدے سے اپنا سر اٹھاؤ یہاں تک کہ تم سیدھے پڑھ جاؤ، اور پھر یہی اطمینان کا عمل اپنی پوری نماز میں کرو) متفق علیہ، جبکہ سنن ابو داود کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: (پھر تم ام القرآن [یعنی سورت فاتحہ] پڑھو اور اس کے ساتھ جو اللہ چاہے وہ بھی پڑھو)“

اس صحیح حدیث میں واضح دلیل ہے کہ نماز کی ادائیگی میں اطمینان کرنا نماز کارکن، اور نماز کا عظیم فرض ہے، نیز اطمینان کے بغیر ادا کی گئی نماز صحیح نہیں ہے، لہذا اگر کوئی شخص نماز میں ٹھونگیں مارے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ نماز میں خشوع اپنا نماز کا مفرغ اور روح ہے، اس لیے مومن کے لیے شرعاً اطمینان کا اہتمام کرنا اور اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

جبکہ نماز میں اطمینان اور خشوع سے مصادم حرکات کو متعین تعداد کے ساتھ محدود کرتے ہوئے یہ کہنا کہ تین بار حرکت سے اطمینان اور خشوع ختم ہو جائے گا تو ایسی کوئی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، یہ کچھ اہل علم کا ذاتی موقف ہے، اور اس حوالے سے کوئی قابل اعتبار دلیل بھی نہیں ہے۔

تاہم نماز میں فضول حرکت کرنا مکروہ ہے، مثلاً ناک، ڈاڑھی، لباس وغیرہ کوچھ بھی تے رہنا وغیرہ تو اگر فضول حرکت نماز میں زیادہ ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جائے گی، لیکن اگر حرکت عرف کے اعتبار سے معمولی ہو، یا حرکت ہو تو غیر معمولی یعنی مسلسل نہ ہو تو پھر اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ تاہم مومن کی ذمہ داری بھتی ہے کہ نماز کے دوران خشوع قائم رکھے، اور فضول حرکتیں تھوڑی یا زیادہ بالکل بھی نہ کرے تاکہ نماز مکمل بھی ہو اور پوری بھی ہو۔

اس بات کی دلیل کہ تھوڑی حرکت اور معمولی کام سے نماز باطل نہیں ہوتی، اسی طرح کوئی کام یا حرکات جو الگ الگ ہوں، مسلسل نہ ہوں ان سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی، اس کی بھی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران سیدہ عائشہ کے لیے دروازہ کھولاتا، اس واقعہ کو ابو داود: (922)، نسائی: (11/3) اور ترمذی: (601) نے روایت کیا ہے، نیز اسے ابافی نے صحیح ترمذی: (601) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا ابو قاتدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی جماعت کروائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ کو اٹھایا ہوا تھا، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو انہیں نیچے پیٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوئے تو اٹھا لیتے تھے۔  
مانعوذ از: فتاویٰ علماء البلدة الحرام: (162-164)

واللہ عالم